انتخاب

دولت فقر کہیں بخت سکندر میں نہیں
جو مرے گھر میں ہے وہ شاہ کے بھی گھر میں نہیں

منت - ہندوستانی فاقہ مستوں کی ناگفتہ بہ حالت اب نہایت ہی رحم کے قابل ہے - گو یہ بھی کسی زمانہ میں امیر تھے اور اب فقر کی دولت نے انکو ایسے [illegible] کے بانس پر چڑھا یا ہے - کہ اگر کسی نٹ کھٹ کے سکڑ دادا بھی دیکھے ہونگے - جو بادشاہوں کا انتہائی لقب ہے وہ ان فقیروں کا ابتدائی ہے کیا نہ سنا نہیں - محمود شاہ - نادر شاہ - محمد شاہ - اکبر شاہ - پر شاہ ان فقیروں کی ابتدائی نام پر ہوتا ہے - جیسے شاہ سلیمان - شاہ ترکمان - شاہ شرف الدین قلندر - شاہ نصیر الدین - شاہ بہاء الدین وغیرہ وغیرہ - اور جو بات ان میں ہے وہ بادشاہوں کو بھی میسر نہیں - عنوان فقیروں کی حالت [illegible] کھینچ کے بجھا رہا ہے - اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اس سے خدا سمجھے - بادشاہ مال مست اور گدا کھال مست - بادشاہی سے زیادہ مفلسی [illegible] جب ہوتی ہے کہ نیاز نذر ادھوری رہے - شاہوں کی آمد پر خوشامد گر ہندو مسلمان کا مزاروں کے منہ کو تک لگا کے ہاتھ تکنے لگتے ہیں - حضور ولیعہد بہادر کی قدم رنجگی پر انکو بڑی بڑی امیدیں تھیں - کہ [illegible] کی تھیلیوں سے پیٹ بھر جائینگے - کوئی کہتا تھا کہ بڑے [illegible] کے گاؤں ہی اپنی بے مشقت کمائی کے صدقہ میں خیرات کر جائیں گے - [illegible] کے سانڈ بنے مفت کی روٹیاں توڑا کرینگے - کیونکہ تھیلیوں نے کاریتہ لوگوں کو انگلی دکھا رکھی ہے - منہ سے منہ سے [illegible] مسلمان مسجدوں کے ملاں اور ہندو مندروں کے پجاری بنکے عرصہ سے [illegible] کر رہے تھے - دونوں کو دھکیلنا کوئی ان سے سیکھ جائے - [illegible] مال کھانے کی تاک میں لگے ہوئے ساری ساری رات مسجدوں کی چھتوں [illegible] اور مندروں کے ستون گنتے گذر جاتی تھی - یہی خیال تھا کہ حضور تشریف لائینگے جہاں سر آنکھوں پاؤں رکھینگے اور گھروں میں گھی کے چراغ جلائینگے - اور چراغ روشن مراد حاصل کے مصداق ہونگے - مسلمان [illegible] میں غوطہ لگائینگے - ہندوؤں کے دلوں میں لڈو پھوٹینگے - [illegible] کھیر کے تغار میں تو ریٹ ہی پڑینگے - بعضوں نے موہن بھوگ کے خیال میں دانتوں کو بھی خالصہ لگا دیا - بعض شاید بنکے سیلی گلے میں ڈال سلامی [illegible] بیٹھے - حضور کی مبارک تشریف آوری پر قسمت کے دھنی ہی کچھ لے نکلے - [illegible] تھے - خطاب - بہت ہی کچھ دیئے لئے گئے اس [illegible] میں بہتیرے رومال خیرات [illegible] میں سے نکلے - بہتیروں نے دھوتیاں ڈھیلی کریں - لیکن کمبخت بدنصیبوں کے لئے دھرا ہی کیا تھا - نہ براتی وہی ڈھاک کے تین پات - آخر ہی چہار شنبہ کے [illegible] دودھ ملیدہ بھی میسر نہ ہوا - جو شکل ٹھونس کے کسی دربار یا جلسہ میں ڈکاریں لیتے دکھائی دیتے - ہاں اپنے دودھ کی کھیر سب جگہ موجود تھی - [illegible] سب ہضم کرتے رہے -

جب دانت نہ تھے تب دودھ دیا - اب دانت دیئے کیا [illegible] کی شکل ہو گئی - دانت تھے تو باپ دادا کی کمائی سب ہضم ہو جاتی تھی - اب دانت ہیں [illegible] مقدس مقامات کا بوریا [illegible] مہاجن کے ہاں سبق پڑھنے بیٹھا ہی تھا [illegible] کہ بے مشقت کی اناپ شناپ کھائی کے ہضم کون کرے [illegible] حیف خان کی [illegible] - ہندوستان راجہ شاہی [illegible] مگر [illegible] کے واسطے جو سر پر لئے کھڑا ہوا تھا ہندوستانیوں کے لئے تو راجہ کے گھر میں بھی موتیوں کا کال سنا کرتے تھے - کیا کوئی نہیں بتا سکتا ہے کہ وہ ڈھول سہاونے کسے کہتے ہیں - قطعہ

نازنیں بیگم کو جب خیال آیا ✢ عہد طفلی کے اپنے جوبن کا
پیٹ لے منہ سے بول اٹھیں کہنے ✢ ہائے کیا وقت تھا لڑکپن کا

مال مستوں کے سامنے کھال مست بھی کم نہیں رہتے - کہ وقت پڑے پر گلے کھانے پتے کی چوبی [illegible] ذرا جرأت پر پانی پھر جاتا ہے - حضور فیض گنجور [illegible] والا جناب ولیعہد بہادر کے خیر مقدم میں انتخاب بھی اپنی حیثیت سے زیادہ آؤ بھگت کرکے ابنائے جنس میں وقیع ہو جاتے - مگر افسوس کیا کرتے

تھی خبر گرم ان کے آنے کی ✢ آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

لو ذرا یہ تو دیکھو

پنچ کے اگلے [illegible] نامہ نگار اپنا رکھ بیٹھا [illegible] کسی بنگلا بھگت سے پڑھ بیٹھے ہیں - اخبار تو ہفتہ وار بیکے دھڑ [illegible] کر لیتے ہیں مگر مضمون بجائے ہفتہ وار کے [illegible] برسوں بھی نہیں سمجھے سکینیں یہ تنگ [illegible] - [illegible] نقطے تو نہیں مگر [illegible] کے لوگوں کی [illegible] کھلوا اپنا مطلوب تازہ کر لیتے ہیں - اور [illegible] زبان [illegible] دعا بھی

یاران ہم قالب

طاعونی بوستاں

میاں پنچ - یالاگن - حضرت کیا بتاؤں سارا شہر تباہ ہوگیا ویران ہوگیا ہزاروں کی پرچراتی کھٹیا قبرستان کے کونے میں لگ چاروں نفانے چت پڑی ہے - ہوش و حواس باختہ الو کی دم فاختہ گھبرایا ہوا بوکھلایا ہوا آپکے دفتر مقدس کی زیارت کو آیا ہوں - میرا ڈنڈوت قبول فرمایئے - بھینٹ چڑھانے کو نیمنت میں رکھکر لیے آیا ہوں - اگر حکم ہو تو کچھ درفشانی کروں - ملاحظہ ہو

ہر آں راں کز گلٹیے سر بتافت + بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت
کسی را کہ بیند گلٹی چو نیش + چو بیگانگانش براند ز پیش
ہر آں کس کہ طاعون باشد شفیق + بطرسگ بگریزد از وے رفیق
اگر او برحمت نے تلمفتے + کہ از دست طاعوں اماں یافتے
بہ بھوپال طاعوں چناں شد محیط + قیاس تو بر وے نگردد محیط
نشستم چو بیمار روز سوم + کہ وحشت گرفت آستینم کہ قم
نہ طاعوں تپ و لرزہ دید دمے + کہ دارد سے بیہوشیش درد ہے
کجے رہ بطاعون ملعوں نبرد + وگر برد رہ باز بیرون نبرد
نہ طاعون بل موج دریائے خوں + کز وکس نبرد است کشتی برون
گر از دیگرے شد ز طاعوں ہلاک + ترا از تپ و لرزہ و بد چہ باک
برانگیخت طاعون از لطف خویش + بدر یوزہ آورد دوام دست پیش
ہمانا کہ طاعوں بد در وطن + چو شکے است بے تہمت اندر ختن
گرفتار طاعوں ہمہ چیز و کس + بنی آدم و مرغ و موش و مگس
ترحم بکن بر من اے کردگار + ز طاعون ملعون محفوظ دار

راقم - جمال ہمنشین در من اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم
بقلم قیصر نادوست بھوپالی

خواب میں کیا ماجرا دیکھا ذرا بولو میاں
کیا ہوا ہاں ہوں کہو چپ چاپ کیوں بیٹھے ہو تم

یار پنچ آج ۱۱ جولائی بوقت عین زوال کے وقت ٹھیک ۱۲ بجے دن کے عالم رویا کی سیر فرما رہے تھے کہ یکایک ایک پری جھم جھم جھم کرتی عجب آن بان سے خراماں خراماں سامنے سے گذری - پھر کیا تھا تاب نظارہ کے مصداق بیساختہ منہ سے نکل ہی تو گیا سے

خدا کے سامنے حوروں میں تم بھی مل جانا
تمہیں کو مانگنا ہے انتخاب کرکے مجھے

اُس پریرو نے اس شعر کو سنکر برجستہ اس طرح جواب دیا - کہ بندہ درگاہ رہے ہے بھی ریشہ خطمی ہوگئے - سنئے سے

دونوں جانب سے اشارے ہو چکے + تم ہمارے ہم تمہارے ہو چکے
رتے ہی میں اینجانب کی آنکھ جو کھلی تو لینا ایک نہ دینا دو سے

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

بس فوراً سے پہلے دوزانو بیٹھکر یہ چند اشعار لکھ ڈالے سنیے - آپ بھی ملاحظہ فرمایئے - اور احباب کو سنایئے سے

رہ گیا دل میں مدعا دل کا + ہائے نکلا نہ حوصلہ دل کا
ساتھ جب تک دیا دیا لیکن + اب نگہبان ہے خدا دل کا
رنج و غم سے ذرا فراغ نہیں + ورنہ دکھلاتے حوصلہ دل کا
کہہ انا الحق کو دار پر چڑھے منصور + ہیئے اب راز کھل گیا دل کا

کون ہے جو بیان شب فرقت
کان دھر سنئے ماجرا دل کا

پنچ ہٹ کا مسئلہ اور پی جبو کی محبت کا فیصلہ

اس عنوان کا ایک مضمون دہلی پنچ کے مطبوعہ یکم دسمبر ۱۹۱۲ء کے پرچہ صفحہ ۱۳ - کالم ۱ میں شایع ہوا ہے - جسپر یار دولت کو بہت بڑا اعتراض ہے (۱) ماہیت اسکے کہنے کی کچھ ضرورت نہیں کہ پنچ کی جد و جہد کیوں معاف کیا اور میں کہنے والا کون حضرات نامہ نگاروں کے سنگل جبو کا مکتب درس تدریس کے واسطے نہایت ہی موزوں ہے - پھر اگر اس پر میں انکو اسکا کر کسی دوسری طرف رجوع کروں تو یہ میرا اسکا نام بھی تعلیم خاص کے پیشے میں جہالت کا روڑا اٹکانا ہے - گر پھر بھی یہ کہے بغیر نہیں رہتا کہ جو شخص عموماً کسی شہر میں رہتا ہو اور خصوصاً اسکی سات پشت کیا بلکہ اگلی پیڑھیاں وہاں پر گذر گئیں ہوں تعجب خیز امر ہے کہ ایسا شخص اس بدحواسی اور مسافرانہ طور سے اس شہر کی کسی حالت کو ظمبند کرے - شرم ہے -

(۲) اُس وقت جبکہ آپکو کسی غائب لب کی خواہش نے بالکل ریشہ خطمی بنا دیا تھا اور آپ حضرت ذات شریف کی خواہش میں سرگاری پتیرے میں ٹھونس جو مکان سے چھٹ کے میلے کے اشتیاق میں برآمد ہوکر کسی چوک پر آدھمکے ۔ تو کیا فرماتے ہیں کہ چراغوں کی روشنی سے رات شب برات کا نمونہ بنی ہوئی تھی ۔ دو کا نداروں نے اپنی دوکانوں کو تمام چھت سجاکر اُسکی رونق کو دوبالا کر رہے تھے ۔ حضرت وحشت کی نیچے چاند ورنے لفنہ میں جو اس ہوکر مضامین لکھنے کا تصد ذرا بیکجے ۔ دیکھئے نا اوپر سرخی جیسے موٹے حرفوں سے دیکھو چھٹ کا میلہ لکھتے ہیں ۔ اور اندر سماکر دیوالی یا شب برات کانوٹس دے رہے ہیں ۔ اور اپنے خیال میں آپ یہ بھی لکھتے ہیں کہ شب ماہ ہونے کی وجہ سے ماہتاب کی روشنی ایک تو یونہی بھلی معلوم ہوتی تھی دوسرے اب جیوں جیوں رات بڑھتی جاتی ہے ۔ حسینوں کے اٹھتے جوبن کی طرح وہ بھی گھڑی گھڑی ترقی کے میدان میں قدم بڑھاتی جاتی ہے ۔ اس سے صاف ظاہر شب ماہ سے بعضوں پر ظاہر ہے کہ راقم کی خاص سکونت بھاگلپور میں نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو راقم کو بھاگلپور کی ہر جگہ سے پوری پوری واقفیت نہیں ہے ۔ اور شب ماہ کے پورے معنے سے بھی آگاہ نہیں ہے ۔ اگر ہوتے تو دیوالی کا سا ادھکار اور اوپر موٹے خط سے چھٹ کی سرخی دیکر چاندنی رات کے سہانے وقت میں اُلٹ پھیر کا گرمی لگاکر ناظرین کو اس قدر پریشان خاطر نہ کرتے ۔ کہاں چھٹ کا میلہ اور کہاں لال جی حلوائی کی دوکان ۔ ہاں خوب یاد آیا ۔ حلوائی کی دوکان دادا جی کی فاتحہ ۔

(۳) حضرت سلامت چھٹ کے میلے رات کو نہیں ہوتے ہیں بلکہ رات کو چھٹی اور لڑکوں کے ختنے ہوا کرتے ہیں ۔ اور چھٹ کے میلے پانچ بجے صبح سے سات بجے صبح تک ہوتے ہیں وہ بھی دریاؤں کے کنارے پر نہ چوک شجاع گنج لال جی حلوائی کی دوکان پر ۔

(۴) عموماً ہر ایک نامہ نگار اور خصوصاً پنچوں کے نامہ نگاروں کو لازم ہے کہ جب کسی بستی کی حالت کو (خواہ وہ کسی حیثیت کی ہو) تحریر کریں تو بذات خود اُسکی بابت کی چھان بین کر لیا کریں ۔ ورنہ ایسی اٹکل پچو خبروں سے بےخبر رہنا ہوری سے بدرجہا بہتر ہے ۔ جسکو اس وقت نامہ نگار کے بیجا ارگل اور ما کی آرٹیفشل عادت پر چنداں اعتراض نہیں کیونکہ جو کچھ اپنے تحریر کیا ہے اور اپنی حیثیت اور واقفیت کے مطابق نہایت ہی عمدہ تحریر کیا ہے لیکن نظر تحسین اور انصاف کی نگاہوں سے دیکھنے والے اور خاصکر ناظرین اخبار تو ضرور تاڑ کر سمجھ گئے ہونگے سمجھنگے ۔ اور کہتے ہونگے ۔ کہ کوئی نیم حکیم اپنی معجونوں کی آزمائش کسی بالفعل کتب سے نئے نئے درجہ سے ۔ آپ زندہ رہیں ہزار برس ۔

کچھ پر کر رہا ہے ۔ حضرت نامہ نگاری کا سارٹیفکٹ حاصل کرنے کو ذرا باہر نکلکر گاہے ماہے زندستان کی بھی سیر کیا کیجے ۔ وہاں کی ننگ خاندانوں سے ملئے اور اُنکے چال وچلن کی رپورٹ بھیجیں سرکار دہلی پنچ کو لکھکر ناظرین کو مطلع فرمایا کیجے ورنہ آپکی یہ جھوٹی کارروائی سے سرکار پنچ خفا ہوکر آپکا نام نامی رجسٹر سے حرف غلط کی طرح اُٹھا دینگے ۔ والنصح افندی ۔

(۵) اگر نام کٹنے کا خوف ہو تو چھٹ کے میلے کی پوری پوری حالت اور شب ماہ کی کیفیت تحریر کیجے ورنہ لال جی حلوائی کے قیمت ادا کرنی مشکل پڑجائیگی ۔

راقم ۔ نہیں چھپتا ہے پیٹ دائی سے

نظم بی بی مجنوں

یاد وحشت

کیا مزہ دیتی ہے بجلی کی چمک مجھکو ریاض
مجھسے لپٹے ہیں مرے نام سے ڈرنے والے

ارے میاں دہلی پنچ ۔ ذرا ادھر سنئے ۔ ۔ ۔ ۱۸ اپریل کے دہلی پنچ میں ایک حضرت میرے گذشتہ مضمون پر بیت الوطیہ ہوکر فرماتے ہیں ۔ کہ جن حضرت کی طرف آپ کا اشارہ ہے وہ آپ کو قابل خطاب نہ سمجھکر خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں ۔ اے سبحان اللہ کیوں نہ ہو سے مینڈکی کو بھی ہوئی زکام ۔

اللہ اللہ وہ بھی میرے مضمون کا جواب دینا کسر شان سمجھنے لگے سے

برعکس نہند نام زنگی کافور

خدا سیاہ آئینہ میں اپنا منہ تو دیکھ لیا ہوتا ۔ شاید خدا کے ہاں لسانی ختم ہوتے وقت آپنے چوری بھی کی تھی ۔ اور ہنوز وہ عادت برقرار ہے یعنے مضمون کی چوری میں آپ طاق شہرہ آفاق ہو رہے ہیں ۔ اور ایک مضمون کو کئی اخباروں میں چھپوانا آپکے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ۔ انہیں حضرت سے جنکے آپ اسقدر مداح ہیں کہہ دیجیگا کہ اوڑھنی اوڑھے ہوئے منہ چھپائے ہوئے ڈوبے آپ ۔ پھر آپ اپنی لن ترانیاں ملاحظہ فرمائیے ۔ فرماتے ہیں کہ ایک کا کیچ نہ نکالدوں تو مولانا پنچ کی نامہ نگاری نہ کروں ۔ اس چلبلے پن کے تصدق ۔ اس بھولے پن کے نثار ۔ اس پر حسرت فقرہ کے قربان ۔ آپکے منہ سے نکل کر یہ فقرہ کیا مزا دیگیا ہے سے آپ زندہ رہیں ہزار برس ۔

ہرگز میں آپکے تعمیل حکم میں دریغ نہ کرونگا - مرد خدا - گریبان میں منہ ڈالکر ملاحظہ تو فرمایئے - کیوں حضرت پنچ کی نامہ نگاری نانی جی کا بستر سمجھے ہوئے تھے - جھٹ آکر لیٹ گئے - خواہ تو یہ بند کھلا ہو یا بندھا - اجی حضرت ؎

یہاں پگڑی اُچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

حضرت یہ تو فرمایئے - آپکا اسم شریف ؎

ایسا چھپا ہے پردہ میں آتا نظر نہیں

ہاں ہاں کیوں نہیں نام لکھتے تو اور بھی خوب تھا - پھر آپ گوہر افشانی فرماتے ہیں - کہ "جن ذات شریف کے اشعار پر ذکو اس قدر ناز بیجا اور فخر بے اندازہ ہے الخ - اس مطلب کو یوں چھپا گئے - اگر فخر بے اندازہ ہو تو آپ ہر کہ امر مذکورہ بالا کے لئے ہمہ تن موجود ؎

سو جان سے نثار ہیں روز وصال کے
کہتے ہیں وہ کہ دن یہ برابر ہے کال کے

بقول آپکے میں مارخاں تو ضرور تھے - گر صرف اتنی کسر باقی رہ گئی تھی - کہ آپنے نام ظاہر کرتے - نت منہ چھپا لیا - کیوں نہ ہو پیر سے شیر ؎

ماشاءاللہ استاد کیوں کیسی کہی

جناب خواجہ صاحب بیشک آپکے مرد میدان ہونے میں شک نہیں - کیونکہ نام لکھتے وقت روپوش ہو گئے - غالباً آپ بھی میرے مضمون کا جواب دینا کسر شان سمجھتے ہونگے جبھی تو نام لکھنا بھول گئے - خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت آپ ہی کے مضمون سے کیسی لیاقت ٹپک رہی ہے - شاید میدان مضمون نگاری کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے تھے - جھٹ منہ کے بل دوڑ پڑے دیکھئے میں آپ سے نصیحتاً عرض کرتا ہوں - کہ آئندہ سے ایسے اناپ شناپ مضامین نہ لکھا کیجے اگر ایسا ہی شوق ہے تو کوئی شرم کی بات نہیں - میرے پاس بھیجدیا کیجے میں اصلاح دیدیا کروں گا -

دیکھو - اگر یہی شیوہ ہے تو کہیں سرخ پھول سمجھکر دہکتی ہوئی آگ میں کود پڑو ورنہ شامت ماکمین قتل کا مصداق ہو جائیگا ✦

راقم ؎ کیا منہ ہے تمہارا جو کرو جوں مرے آگے ✦

بقلم - ایم - ایچ - حسرت حضرت پوری (گونڈہ)

اخباروں کی جان پنچوں کے روح رواں مسٹر دہلی پنچ صاحب تسلیم وہ جو کہتے ہیں دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک کر پیتا ہے اور سانپ

کا کاٹا رسی دیکھکر ڈرتا ہے - غلط بالکل غلط - سراسر غلط - بلکہ غلط آپ جانتے ہیں

خوئے بد در طبیعتے کہ نشست
نہ رود جز بوقت مرگ از دست

آجکل ہر شہر میں نامہ نگاروں کی کیوں کثرت ہے - اور نامہ نگار بھی کس کے پنچوں کے اس لئے کہ علمی اور اخلاقی مضامین سے ایسا دور بھاگتے ہیں - جیسا لاحول سے شیطان -

اور سنئے طرہ تو یہ کہ جب آپ دو چار نسخے ناولوں کی اُلٹ پھیر کرکے کچھ مصالحہ تیار کر لیتے ہیں - تو پھر مورچہ بندی کے لئے تیار - ہر دم ساز و سامان سے لیس - جس بزرگ پر چاہا ہتک صاف کر دیا - اور جس طوائف پر چڑھائی کی بیچاری کا بھرکس نکالدیا - قسم ہے جناب کے سر مبارک کی - شیطان بھی اس فعل میں ایسا مشہور نہ ہوگا - واللہ یہ بھی کوئی دلیری ہے - مرد میدان نبرد ہو ڈنکے کی چوٹ لنگر لنگوٹ کس کر یاران ہمقالب میں جوڑیں پھڑکنی چاہئیں ✦

راقم - پیش منعم نہیں کم مایہ کی عزت ہوتی
آبرو چاہئے تو در پہ کسے کنواں ملتا ہے

بقلم - حضرت ابوالحیات بھاگلپوری

اطلاع

بعض ہمارے معزز نوجوان مہربان دوست جو اپنی صبح شام کی چہل قدمی سے پارسائی اور زہد و تقوی دکھا دکھا کر پیاری معشوق پریزاد پر نجم سہار مہ جبیں چاند کے ٹکڑے کے دلوں پر جو اپنی چاپلوسی اور بات فروشی کا سکہ جما جما کر ہماری لہلہاتی اور سرسبز محبت اور بہار کی شاخوں اور ٹہنیوں کو جڑ سے اُکھاڑنے کا ارادہ کرکے رقابت کا درخت نصب کرنا چاہتے ہیں - یہ اُن معززوں کی شان کے خلاف اور تہذیب سے برعکس ہے - گو میں یہ خوب اور اچھی طرح جانتا ہوں کہ اب معزز اس فن میں طاق اور شہرۂ آفاق اپنے نوشتے چھوٹے وقت کے باکمال ہیں - مگر اینجانب بھی اپنے نام کے مجنوں ہیں - اور طرہ یہ کہ نبی سے اپنے باپ کو بھی چھوڑنے والے نہیں - تو اور کی کیا حقیقت اور وہ ہیں کس کھیت کی مولی - واضح رہے کہ اگر پھر کبھی اسطرف اپنے قدم کو بڑھایا تو واللہ وہ رسید کرونگا کہ حضرت صاحب کی سرخ پر متبع عشق زیر ہو جائے تو شاہ بازخاں کے شاہ کا ذکر